Shabd Braham E-ISSN 2320 – 0871

International Research Journal of Indian languages 17 April 2016

Peer Reviewed Refereed Research Journal

اردو افسانہ ----اور دیہات

Rural Life In Urdu Fiction

Fayaz Ahmad Sheikh (Researcher)

School of Comparative Languages and Culture

Devi Ahilya University

Indore, Madhy Pradesh, India

بقول احمد ندیم قاسمی:-

تیری نظروں میں تو دیہات ہیں فردوس مگر ”
میں نے دیہات میں اُجڑے ہوئے گھر دیکھے ہیں
میں سمجھتا ہوں مہاجن کی تجوری کا راز
میں نے دہقان کی محنت کے ثمر دیکھے ہیں“ ۱؎

ادب اور سماج کے درمیان بڑا مضبوط رشتہ ہوتا ہے ،مذہب ،سیاست،معاشرت،اور معیشت سے سماج متاثر ہوتا ہے اور سماج سے ادب ،جس طرح معاشرے میں تبدیلوں کا عمل برابر جاری رہتا ہے اسی طرح ادب کے موضوعات ،اُسلوب اور مقاصد بھی بدلتے رہتے ہیں سماجی انقلاب،اصناف ادب میں بھی اہم تبدیلوں کا موجب بنتے رہے ہیں انسان کی داخلی زندگی کی مختلف کیفیات،سماجی زندگی کے مختلف روپ،معاشرتی وثقافتی زندگی کے مختلف رنگ،معاشی ،طبقاتی اور سیاسی تحریکیں اور اُن تحریکوں سے متاثر ہونے والی انسان کی مجموعی زندگی ،مختلف اصناف ادب کا ہمیشہ موضوع رہے ہیںبقول احمد ندیم قاسمی؛

سماج سے ادب کارشتہ ہی اصل چیز ہے جس ادیب کو ان رشتوں کا ادراک نہیں میرے”
خیال میں اس کا ادب اور فن بے معنی ہے“ ۲؎

بنی نوع انسان کے ترقیاتی سفر میں دیہات یا گاؤں وہ پہلی کڑی ہے جس میں انسان نے گروہ میں رہنے کے ساتھ ساتھ روٹی ،کپڑا اور مکان کا بندوبست کا ہنر سیکھا اور یہیں سے صیح معنوں میں معاشرتی زندگی کا آغاز ہوتا ہے دنیا کے زیادہ تر لوگ آج بھی گاؤں میں آباد ہیں ۔سچ تو یہ ہے کہ گاؤں کسی بھی ملک کے لئے ریڑھ کی ہڈی ہے خصوصاً ہندوستانی سماج میں گاؤں کو بڑی اہمیت حاصل ہے ہندوستانی تہذیب اور ثقافت کے افہام و تفہیم میں گاؤں کا مطالعہ ناگزیر ہے۔یہ حقیقت ہے کہ اردو شعروادب میں دیہی زندگی کی عکاسی خوب سے خوب تر انداز میں کی گئی ہے۔اور اردو افسانہ نگاری میں اس طرف خاص توجہ دی گئی ہے۔بیسویں صدی کا سورج طلوع ہوتے ہی اردو افسانے نے برق رفتاری سے اپنے منزلیں طے کرتا گیا قربانی و ایثار اور اخلاقی اقدار کی باتیں کرتے رہے یعنی ان ایک جانب سجاد حیدر یلدرم اور اس کے پیرو کار عشق و محبت کا رجحان رومانیت کی طرف تھا لیکن دوسری جانب پریم چند نے اس راہ سے انحراف کرکے حقیقت نگاری کی بنیاد ڈالی۔ان دونوں افسانوں نگاروں کی حیثیت دبستان کی سی ہے ۔ پریم چند اردو کے وہ پہلے افسانہ نگار ہیں جنھوں نے دیہات اور وہاں کی زندگی کو اپنے افسانوں کا موضوع بنایا اور دیہی زندگی کی حقیقی تصویر پیش کی جو دراصل اردو ادب میں ایک نئے باب کا آغاز ہے۔ وہ گاؤں کے حالات ومسائل سے اچھی طرح واقف تھے خصوصاً کسانوں پر ہونے والے ظلم و جبر کو انہوں نےبہت قریب سے دیکھا تھا۔ پروفیسر قمر رئیس ان کے بارے میں رقمطراز ہے؛۔

پریم چند پہلے ادیب ہیں جنھوں نے ہندوستانی گاؤں کے کسانوں ،کھیت ،مزدوروں اور
ہریخوں کی عظمت اور انسانی وقار کو سمجھا ۔ان کے لئے ادب کے کشادہ دروازے کھولے
،انھیں ہیرو بناکر ،انکے دکھ سکھ کی گا تھا سنا کر اردو کے افسانوی ادب کو نئی وسعتوں اور ایک
نئے احساس جمال سے آشنا کیا۔“ ۳؎

سید وقار عظیم ان کے دیہی افسانوں کے متعلق یوں لکھتے ہیں؛۔

پریم چند نے سب سے پہلے دیہاتی زندگی کے انگنت مسئلوں کو اپنے افسانوں کے ذریعہ”
پڑھے لکھے لوگوں کی زندگی سے قریب کیاپہلے پہل لوگوں نے دیہاتی زندگی کو اپنے

ملک کی زندگی کا حصہ سمجھنا شروع کیا اور اسی احساس نے رفتہ رفتہ دیہاتی زندگی اور اس
زندگی کے چھوٹے بڑے مسئلوں کو سیاسی ادراک کی بنیاد بنا دیایہاں تک کہ اب ہماری
ساری قومی اور سیاسی تحریکوں کا تار دیہاتی اور اس کی زندگی سے بندھا ہوا نظر آنے لگا۔“ ۴؎

Shabd Braham E-ISSN 2320 – 0871
International Research Journal of Indian languages 17 April 2016
Peer Reviewed Refereed Research Journal

پریم چند نے اپنے افسانوں میں دیہی زندگی کو جس انداز سے پیش کیاہے وہ ان کے دیہی زندگی کے متعلق گہرے مشاہدے کی نشاندہی کرتے ہیں وہ کسان ،مزدور،مہاجن ،زمیندار ،وغیرہ سے وابستہ مختلف طبقوں کے لوگوں کی خوبیوں اور خامیوں سے نہ آشنا تھے بلکہ ان کی ذہنی اُلجھنوں اور خواہشیات وغیرہ کو بھی خوب سمجھتے تھے۔‘‘بے غرض محسن ’’ میں پریم چند نے

پہلی مرتبہ ہندوستان کی دیہی زندگی کے المناک ماحول کو سمیٹنے کی کوشش کی ہے یہ وہ دور تھا جب زمینداری کا غلبہ اپنے شباب پر تھا اورکسان طبقے پر ان کے ظلم بڑھتے ہی جا رہے تھے اس افسانے میں کسان تخت سنگھ اور اس کی بیوی کی غربت اور استحصال بھری زندگی کی جو غمگین تصویر ہے وہ بڑی دل خراش ہے زمیندار اس کی زمین چھین لیتاہے اس کا مکان بھی بارش میں دھنس جاتا ہے اس کی زندگی کا آخری سہارا اس کی گائے بھی مرجاتی ہے اس صدمے کے بعد تخت سنگھ بھی دنیائے فافی سے رخصت ہو جاتا ہے۔اب اس کی بیوی کے حالات سے ان کی تباہی اور غربت کا اندازہ لگائیے؛ ۔

فکر معاش بُری بلا ہے۔ٹھکرائن اب کھیت اور چراگاہ سے گوبر چن لائی اور اپلے”
بناکر بیجتی۔اُسے لاٹھی ٹیکتے ہوئے کھیتوں کو جاتے اور گوبر کاٹو کر سر پر رکھ کر بوجھ
سے ہانپتے ہوئے آتے دیکھنا سخت درد ناک تھا۔” ۵ ؎

پریم چند کے کئی ایسے افسانے ہیں جن میں زمیندار کسانوں سے ان کی زمین چھین لیتے ہیں اور اس طرح کئی بار گاؤں اجڑے بھی ہیں افسانہبانکا زمیندار ’’ اسی زنجیر کی ایک کڑی ہے اس افسانے میں پودمن سنگھ زمیندار لوگوں کو یہ دھمکی

دیتاہے ؛۔

تم لوگ سب کے سب کل صبح تک تین سال کا پیشگی لگان داخل کردو اورخوب دھیان دے’
کر سن لو ،کہ میں حکم کودوہرانا نہیں جانتا ورنہ میں گاؤں میں ہل چلوادوں گا اور گھروں کو کھیت
بنادوں گا۔” ۶ ؎

پریم چند گاؤں کے حالات و مسائل سے اچھی طرح واقف تھے خصوصاًکسان پر ہونے والے ظلم وجبر ان کی آنکھوں میں رچے بسے تھے اسس سلسلے میں وہ۱۹۳۲ ؁ کے ہنس کے شمارے میں لکھتے ہیں؛

پرجا کے پاس لگان دینے کوکچھ نہیں ،مگر سرکار لگان وصول کرکے چھوڑے گی ”
چاہے کسان بک جائے چاہے زمین بے دخل ہوجائے اس کے برتن بھاڑے
،بیل،بچھیا،اناج ،بھوسا ،سب کا سب بک جائے ۔” ۷ ؎

افسانہ ‘‘ خون سفید’’ میں وہ فاقہ کش کسانوں کی حالاتِ زندگی کی المناک تصویر اس طرح کھنچتا ہے؛۔

بیساکھ کی وہ جلتی ہوئی دھوپ ،آگ کے چھونکے زور زور سے ہر ہرائے ہوئے چلتے”
تھے اور وہاں ہڈیوں کے بے شمار ڈھانچے جن کے بدن پر جامہ عریانی کے سوا کوئی لباس
نہ تھا مٹی کھودنے میں مصروف تھے ۔گویا مرگھٹ تھا۔جہاں مردے اپنے ہاتھوں اپنی قبر
کھود رہے تھے۔” ۸ ؎

افسانہ ‘‘ پوس کی رات ’میں ہلکو اپنی پرانی پھٹی ہوئی گاڑھے کی چادر کے ساتھ پوس کی سرد راتوں میں اپنے کھیت کی نگاہ

بانی کرنے جاتا ہے پریم چند لکھتے ہیں؛۔

پوس کی اندھیری رات ،آسمان پر تارے بھی ٹھٹھرے ہوئے معلوم ہوتے تھے ہلکو”
اپنے کھیت کے کنارے اوکھ کی پتیوں کی ایک چھتری کے نیچے بانس کے کھٹولے
پر اپنی پرانی گاڑھے کی چادر اوڑھے ہوئے کانپ رہا تھا۔کھٹولے کے نیچے اس کا
ساتھی کتا‘‘جبرا’’ پیٹ میں منھ ڈالے سردی سے کوں کوں کررہا تھا۔دونوں

میں ایک کو بھی نیند نہ آتی تھی۔ ۹ ؎

اس کے علاوہ ‘‘باباجی کا بھوگ ’’‘‘خانہ داماد’’‘‘ قربانی’’‘‘ آشیاں’’‘‘ برباد’’‘‘ اندھیر’’‘‘ سجان بھگت’‘ کفن ’’وغیرہ اس سلسلے کے اہم

افسانے ہیں ۔ جن میں دیہات کی زندگی کے مسائل کی بھر پور عکاسی ملتی ہیں
پریم چند کی روش پر چلنے والے کئی اہم افسانہ نگار ہیں جنھوں نے دیہی زندگی کے ایسے گوشوں کو اجاگر کیاہے جو پریم چند سے بھی چھوٹ گئیں تھے ۔اس سیاق میں قمر رئیس بجا فرماتے ہیں؛۔

عظیم کریوی ،سہیل عظیم آبادی اور علی عباس حسینی کی کہانیوں میں گاؤں اور شہر کی”
زندگی کے بعض اے رشتے اور گوشے بھی ملتے ہیں جو پریم چند کی کہانیوں میں نظر
نہیں آتے”۔ ۱۰ ؎

Shabd Braham E-ISSN 2320 – 0871
International Research Journal of Indian languages 17 April 2016
Peer Reviewed Refereed Research Journal

سدرشن نے دیہی زندگی سے متعلق نچلے طبقے سے وابستہ لوگوں کی تصویر کشی بڑی فنکاری سے کی ہےانہوں نے پریم چند کی تقلید بھی کی ہے اور اس میں نئے تجربات بھی پیش کئے ہیں یہی وجہ ہے کہ ان کے افسانے پریم چند سے منفرد ہیں۔"مزدور"مصور"اورصدائے جگرخراش اس کی بہترین مثال ہیں افسانہ 'مزدور 'میں ایک ایسے غریب کاٹن مل مزدور کلو

کی کہانی پیش کی گئی ہے جو گیارہ روپے چار آنے ماہوار پر کام کرتا ہے لیکن خاندان چار افراد پر مشتمل ہونے کی وجہ سے ضروریاتِ زندگی کی کفالت نہیں کر پاتا۔افسانہ "مصور" میں تو گجری کوکر واچوتھ کے برت کو کھولنے کے لئے اناج کا

ایک دانا بھی نصیب نہیں ہوتا ۔غریبی کی یہ المناکی نہ صرف دل خراش ہے بلکہ حیات انسانی کے سامنے ایک سوالیہ نشان ہے۔اپنے افسانوں کے موضوعات کے بارے میں وہ

دیہات کے تعلق سے اعظم کریوی کے یہاں خصوصاً یوپی کے پوربی علاقوں کی زندگی اپنے مکمل خدوخال کے ساتھ جلوہ گرہے"انقلاب"انصاف " پریم کی چوڑیاں' کنول 'وغیرہ ان کے دیہی زندگی سے متعلق وہ افسانے ہیں جن یوں لکھتے ہیں؛۔

"جب دل پر چوٹ لگی یادل کسی نطارے سے متاثر ہوا تو میں افسانے لکھنے بیٹھ
جاتا ہوں۔یہ صورت شہر سے زیادہ جب میں کبھی دیہات میں رہتا ہوں تب
پیش آتی ہے سرسبز لہلہاتے کھیت ،دریا کا کنارہ اور دیہاتیوں کی معصوم زندگی
میرے دل پرخاص اثر کرتی ہے چنانچہ یہی وجہ ہے کہ میرے افسانے زیادہ تر
دیہاتی معاشرے کے آئینہ دار ہوتے ہیں" ۱۱ ۔

میں دیہات زندگی کی بھر پور عکاسی کی گئی ۔افسانہ' انقلاب ' ان کے دیہی افسانوں میں ایک نمایاں حیثیت رکھتا ہے اس

افسانے میں دیہات میں آنے والی تبدیلوں
سے پیدا ہونے والے نئے نئے مسائل کو پیش کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے اس افسانے میں تبدیلی کے اس عالم میں اول گاؤں کے تمام کھیت کھلیاں تباہ ہوتے ہیں اور پھر وہاں بلند عمارتیں کھڑی ہوتی ہیں اور پھر کسان کن حالات سے دوچار ہوتا ہے؛۔

"سرمایہ داروں نے شروع میں ان کو قرض دیا ،اور پھر سود در سود کے جال میں
پھنسا کر مکانات اور جائیداد نیلام کرادی،اور خود ہی خرید کر مالک بن بیٹھے۔" ۲۱ ۔

افسانہ 'انصاف' میں قحط میں مبتلا متئی (کردار) جب اپنے بچوں کا پیٹ بھرنے کے لئے مہاجن سے قرض لینے جاتا ہے لیکن

اس کےپاس گروی رکھنے کے لئے کچھ نہیں تھاوہ التجا کرتا ہے لیکن مہاجن پر اس کا اثر نہیں ہوتا ۔چنانچہ وہ مایوس ہو کر خالی ہاتھ ہی گھر لوٹتا ہےاس سیاق میں افسانہ نگار رقم طراز ہے؛۔

" جو کچھ مجھے کہنا تھا میں کہہ چکا ،آگے تمہاری مرضی ۔زمانہ نازک ہے ایسے میں گروی رکھےبغیر کوئی روپیہ نہ دے
گا ۔متئی نے بہت خوشامدیں کیں لیکن ایک دفعہ گیا دین کی زبان سے
جو نہیں نکل گیا تو پھر انھوں نے ہاں نہ کی۔مایوس ہوکر متئی اپنے گھر واپس ہوا اس کے بچے
بھوک کے مارے تڑپ رہے تھے متئی کو دیکھ کر سب اس کی طرف دوڑ پڑے لیکن متئی کے
پاس کیا تھا جو ان کی شکم پروری کرتا۔حسرت سے آسمان کی طرف دیکھ کر رہ گیا۔" ۳۱ ۔

عظیم کریوی نے گاؤں میں مو جود فرسودہ رسم رواج کی طرف نہ صرف توجہ دلائی ہے بلکہ ان کے خلاف آواز بھی بلند کرنے کی کوشش کی ہے۔

علی عباس حسینی نے بھی اس روایت کو آگے بڑھانے میں نمایا ں کردار ادا کیا ۔پریم چند کو جہاں دیہات سے دلی محبت تھی وہیں علی عباس حسینی کو بھی دیہات ہی کی فضاوں میں سکون ملتا تھا ان کے یہاں دیہاتی زندگی اپنے مکمل خدوخال کے ساتھ جلوہ گرہےافسانہ'کفن"مقابلہ"بیگار"گونگاہری 'انتقام "میلہ گھومتی"نورونار"آئی سی ایس "پاگل 'کنجی "ہارجیت" وغیرہ

دیہی ماحول کی عکاسی کرتے ہیں افسانہ "مقابلہ " میں علی عباس حسینی نے کسانوں پر ہونے والے استحصال کو موضوع بنایا

ہے اس دور مین کسانوں پر ظلم ہوتے تھے زمیندار کسطرح زبردستی لگان وصول کرتے تھے اس کے متعلق وہ لکھتے ہیں

"سوکھا پڑے ،ٹڈیاں زراعت کھا جائیں ،گائے بیل بک جائیں ،تھالی کٹورا گروی
رکھنا پڑے لیکن لگان وقت پر پہنچنا ضروری ۔سب کا م رک سکتے تھے لیکن یہ قرض
اُدھار لے کر کسی نہ کسی طرح سب سے پہلے ہو جانا لابدُی تھا۔' ۴۱ ۔

افسانہ "آئی سی ایس" میں علی عباس حسینی نے دیہات کے بدلتے ہوئے مناظر نامے کو پیش کیاہے یہ افسانہ دیہات سے ان کی گہری

واقفیت کا ضامن ہے اس افسانے کا مرکزی کردار "وحید" ہے جو گاؤں میں پیدا ہو ا اور اپنی قابلیت کی وجہ سے آئی سی ایس میں جا تا ہے اسکے متعلق وہ یوں لکھتے ہیں؛

وحید کا آئی سی-ایس میں جانا با لکل داتا کی دین تھی ۔ایک غریب دیہاتی زمیندار کا لڑکا"

جو گیارہ برس کے سن تک ایک چھوتے تک ایک چھوٹے مختصر ،تنگ کچے مکان مین پلا ہو
جو گاؤں کے لڑکوں کے ساتھ گلی ڈنڈا ،کبڈی ،گیڑی اور آنکھ مچولی کھیلنے میں لگا رہا ہو جس
نے اہیروں ،چماروں اور کولییوں کے لڑکوں کے ساتھ ہر بڑے سے بڑے درخت پر چڑھ
جانے اورچھپ بیٹھنے مین مہارت حاصل ہو جس نے سات برس کی عمر سے گائیں بھنیسیں خود
دوہی ہوں اور ان کا گوبر اپنے ہاتھ سے اٹھایاہو جس کے سب سے بڑے دوست چھوٹی امت
کے لوگ رہے ہوں" ۵۱ ۔

سہیل عظیم آبادی کا نا م اس لحا ظ سے منفرد ہے کہ انہوں نے پہلی بار صوبہ بہارکی زندگی کو افسانوں کا موضوع بنایا ۔ان کے افسانوں کی ایک خوبی ہے کہ یہ چھوٹے سے چھوٹے مسئلے کو جنہیں دوسرے فنکار نظرانداز کرتے ہیں ان ہی مسائل کو مد نظر رکھتے ہوئے اس طرح بیان کرتے ہیں کہ قاری کے ذہن میں اس کا مکمل نقش ابھرنے لگتا ہے "الاؤ"جینے کے لئے " اندھیرے میں ایک کرن'اس سلسلے کے اہم افسانے ہیں افسانہ " جینے کے لئے " کا مرکزی کردار گوبردھن ہے جو ابتداء میں زمینداروں کے ظلم وستم کا شکار بن جاتا ہے لیکن آخر میں وہ باغی ہو جاتا ہے " جینے کے لئے مرنا بھی ہو گا' 'مکمل افسانہ دیہاتی منظر کو دکھاتا ہے اور کسان کی زند گی سے متعلق مختلف مسائل اجاگر کرتا ہے "الاؤ' میں سہیل عظیم آبادی نے زمیندار اور پٹواری کے ظلم کے ساتھ ساتھ کسانوں کو دل میں ظلم کے خلاف آواز اُٹھانے کا جذبہ بیدار کرنے کی کوشش کی ہے-" اندھیارے میں ایک کرن" میں گاؤں میں ہونے والے فسادات کو موضوع بنایا گیا-ان کے افسانوں کے متعلق پروفیسر وہاب اشرفی تحریر فرماتے ہیں؛-

ان کے افسانوں میں دیہات کا ماحول اپنی تمام تر جزئیات کے ساتھ جلوہ فگن ہے امیر"
خصوصاً زمیندار کے ٹھاٹ باٹ ان کی تمکنت ان کی انا اور ان کے کھوکھلے پن کو انتہائی
فنکا رانہ طوار پر افسانوں میں سمیٹنے کی کوشش کی ہے " ۶۱ ۔

اس کے بعد ترقی پسند تحریک ایک بین الاقوامی تحریک کی شکل میں نمودار ہوئی جس کے اثرات مختلف زبانوں کے ادب پر پڑے اس تحریک کے زیراثر جو اثرات مرتب ہوئے وہ واقعی ایک نئی دنیا کا خواب دکھاتے ہیں- اب دیکھنا یہ ہے کہ ترقی پسند تحریک سے وابستہ کن کن افسانہ نگاروں نے دیہی زندگی اور وہاں کے مسائل کو اپنے افسانوں کا موضوع بنایا ۔ان افسانہ نگارروں نے جنھوں نے دیہاتی زندگی اور اس کے مسائل کو اپنا موضوع بنایا میں کرشن چند،حیات اللہ انصاری ،اوپندر ناتھ اشک ،راجندر سنگھ بیدی،اختراورینوی ،احمد ندیم قاسمی اور دیوندر ستیار قابل ذکر ہیں کرشن چند کا شمار اردو کے اہم افسانںگاروں میں ہوتا ہے انہوں نے دیہی زندگی خصوصاً کشمیر کی دیہی زندگی اور وہاں کے ماحول کو اپنے افسانوں میں موضوع بنایا ہے " اندھا چھترپتی" آنگی" گھاٹی" ایک دن" شہتوت کا درخت" ماہر فن "ان داتا ' بھگت رام" شمع کے سامنے اور زندگی کے موڑ پر وغیرہ وہ افسانے ہیں جن میں دیہی زندگی کی عکاسی ہے- کرشن چند نے کسان کی غریبی اورمفلوک الحالی کی اچھی تصویر "شہتوت کے درخت" میں کی ہے کسان کا گھر محض ایک ہی کمرے پر مشتمل ہوتا ہے کرشن چند لکھتے ہیں؛-

ہر کسان کا گھر ایسا ہی ہوتا ہے ۔ اسی میں اس کے بال بچے رہتے تھے ،اسی میں وہ بھی رہتا"
تھا ۔اسی میں اس کے بیل رہتے تھے ،بھیڑ بکریاں ہزاروں سالوں سے وہ اسی طرح رہتا
چلا آرہا تھا- ۷۱ ۔

حیات اللہ انصاری نے اپنے افسانوں میں بیشتر اپنے عہد کے حالات و ماحول کو اچھی طرح پیش کیا ہے ان میں دیہی زندگی کے مسائل شامل ہیں حیات اللہ انصاری نے غربت و افلاس میں زندگی بسر کرنے والے دیہاتوں کی مشکلات اور ان کے استحصال کے واقعات کو بڑے موثر انداز میں پیش کیا ہے "آخری کوشش " اس سلسلے کی بہترین مثال ہے اسکے ساتھ ساتھ "کمزور پودا "' ڈھائی سیر آٹا" بھرے بازار میں "' شکستہ کنگورے " وغیرہ اہم افسانے ہے جن میں دیہات کے مختلف پہلوؤں اور مسائل کو اجا گر کیا ہے " آخری کوشش " حیات اللہ انصاری کا ایک کامیاب اور شاہکار افسانہ ہے اس افسانے میں گاؤں اور شہر ویہات دونوں کے مناظر پیش کئے گئے ہیں اس میں کئی غریبی کی المناک تصویر کھنچی گئی ہے تو کہیں خانگی بٹوارے پر روشنی ڈالی گئی ہے خلیل الرحمٰن اعظمی کا خیال ہے

Shabd Braham
E-ISSN 2320 – 0871
International Research Journal of Indian languages
17 April 2016
Peer Reviewed Refereed Research Journal

جس افسانے نے حیات اللہ انصاری کو قداول افسانہ نگار بنایا ،وہ آخری کوشش ہے" ۸۱ ے"

اوپندر ناتھ اشک نے اردو افسانہ نگاری کے مختلف ادوار کو دیکھا ہے چنانچہ ان کے افسانوں کا کینوس وسیع ہے جس میں دیہات اور شہری زندگی کے موضوعات اور مسائل شامل ہے وہ کسی تحریک یا نظریہ کے پابند نہیں ۔"کالے صاحب "کونپل "ڈاچی" وغیرہ ان کے دیہات پر مبنی افسانے ہے 'کالے صاحب " میں جب گاؤں والے کا م کرنے کے لئے شہر جاتے ہیں تو وہاں کے ماحول سے کس طرح متاثر ہوتے ہیں وہ یوں رقمطراز ہیں؛۔

الہ آباد کے رکشے والوں میں دیہاتوں کی کثرت ہوتی ہے فصل کس موسم نہ ہو اور کام سے"
فرصت ہو تو قریب و جورا کے دیہاتی اپنے لحیم شحیم جسم پر کھادی کی بنڈی اور کمر میں انگو چھا
باندھے پو ٹلی مین ایک وقت کا راشن لئے الہ اباد کی جانب چل پڑتے ہیں شام کو پہنچتے ہیں
رات کے لئے رکشالیتے ہیں اور سواری سے کرایہ لے کرہی دوسرے وقت کا ستو خریدتے ہیں۔ ۹۱ ے

راجندر سنگھ بیدی کے افسانوں کا پس منظر شہری اور دیہاتی دونوں کی زندگی ہیں ۔ ان کے پہلے افسانوی مجموعے 'دانہ ودام " کے بیشتر افسانے مثلا"بھولا" من کی من میں " چھوکری کی لوٹ ،"تلادان " لچھمن" اور' موت کا راز 'وغیرہ میں دیہی زندگی اور وہاں کے مناظر کو اجاگر کرتے ہیں افسانہ" من کی من میں" گاؤں کے ایک شخص مادھو کی انسانیت سے معمور زندگی کواجاگرکیا ہے اس افسانے میں دیہاتیوں کی سادہ زندگی اور ان کے تنگ نظری اور وہاں کے فرسودہ سماجی ڈھانچے کی طرف اشارہ کیا ہے مادھو جب ایک بیوہ کی مدد کرتا ہے تو سماج اور برادری والے اسے بری نظر سے دیکھتے ہیں اس کیفیت پر وہ اس طرح روشنی ڈالتے ہیں؛۔

گلاب گڑھ میں ایک بیوہ امبور رہتی تھی ۔اس کے خاوند رُلیا کو مرے ساتھ سال کے قریب"
ہوئے تھے اسی روز سے بے چاری اپنی عزت کو سنبھالے بیٹھی تھی اگر اسے ساج کے حال پر
چھوڑ دیا جاتا تو بے چاری کبھی کی تباہ برباد ہوچکی ہوتی ۔مادھو کو اس کی مدد کرتا دیکھ کر لوگ
کئی طرح کے بہتان لگاتے ۔۔۔طرح طرح کی باتیں بنا کر معصوم مادھو اور بدنصیب بیوہ
کو بدنام کرتے ۔ سماج میں اتنی دیا کہاں کہ جس چیز کو وہ خود دینے سے ہچکچاتی ہے اپنے کسی
فرد کو دیتے دیکھے۔" ۰۲ ے

اردو افسانے میں بہار کی دیہی زندگی کو پیش کرنے والوں میں سہیل عظیم آبادی کے بعد اختر اورینوی کا نام اہم ہے انہوں نے دیہی زندگی کو قریب سے دیکھاہے اور اسے بڑی چابکدستی سے پیش کیا ہے افسانہ "بیل گاڑی"میں دیہی مسائل کو پیش کیا گیا ہے اس کا مرکزی کردار مویتا ایک کسان ہے اس کی زندگی تنگدستی میں گذرتی ہے اختراورینوی نے مویتا کے زریعہ ہندوستانی کسان کی زندگی کا حال بیان کرنے کی کوشش کی ہے

احمد ندیم قاسمی کے زیادہ تر افسانے دیہی موضوعات و مسائل پر مبنی ہے انھوں نے اپنے افسانوں میں نہ صرف پسماندہ طبقات کی بدحالی کو بیان کیا ہے بلکہ ان مظلوم کو زندگی سے لڑنے کا حوصلہ بھی بخشا ہے ان کے افسانوں میں ' رئیس خانہ" الحمدللہ "ماسی گل بانو 'بین'بے گناہ'بابا نور ' "جوتا' وغیرہ دیہات سے متعلق ان کے عمدہ افسانوں ہیں افسانہ 'جوتا' زمینداروں کے ظلم و جبر کی کہانی ہے اس کا مرکزی کردار کرموں نچلے طبقے سے تعلق رکھتا ہے وہ اپنی زبو حالی کو بدلنے میں کامیاب ہوتا ہے دیوندر بھی ایک مقبول افسانہ نگار ہیں "یہ آدمی یہ بیل 'لال دھرتی " "نیل گائے ' وغیرہ میں انھوں نے ہندوستانی دیہات کی بہترین عکاسی ہے

۷۴۹۱ ء میں ہمارا ملک آزاد ہوا تو اس کے ساتھ ہی حالات واقعات میں بھی تبدیلی رونماء ہوئی ۔لیکن پریم چند کے پیش کردہ دیہی مسائل آزادی کے بعد بھی موجود تھے چنانچہ اس عہد کے افسانہ نگاروں نے انھیں اپنے افسانوں میں جگہ دی۔ان افسانہ نگاروں میں خواجہ احمد عباس ،قاضی عبد الستار "بلونت سنگھ ' سریندر پرکاش ""جوگندرپال " معین الدین جینا قاضی عبدالستار نے "پیتیل کا گھنٹہ"مالکن"اور 'لالہ اما م بخش" بلونت سنگھ "بڑے"وغیرہ شامل ہے خواجہ احمد عباس نے "ٹڈی نے "چھلنی کے چھید" سریندر پرکاش نے "بجوکا""حاضر حال جاری" جوگندر پال نے "باز دید" خوراک" تمناکا دوسرا قدم' وغیرہ افسانوں میں دیہی زندگی کی عکاسی ملتی ہیں اور بھی کئی افسانہ نگار ہیں جن کے یہاں دیہی زندگی کی جھلکیاں ملتی ہیں رما نند ساگر کا افسانہ " بھاگ ان بردہ فروش سے"" اقبال متین کا "کونپل سے پرزے تک " مشتاق قمر کا"" لہو اور مٹی " مرزا ادیب کا " انجانی راہوں کا مسافر " محمد منشاد کے افسانے 'کچی پکی قبریں "باس وغیرہ بھی شامل ہیں اس کے علاوہ غیاث احمد گدی ،رام لعل ،ساجد رشید وغیرہ نے بھی اپنے افسانوں میں دیہی مسائل کوپیش کیا ہے

Shabd Braham E-ISSN 2320 – 0871
International Research Journal of Indian languages 17 April 2016
Peer Reviewed Refereed Research Journal

مختصر طور ہم یہیں کہ سکتے ہیں کہ اردو افسانہ نگاروں نے تقریباً ہر درو میں دیہات اور دیہات سے جڑے مختلف مسائل کو اپنے افسانوں میں نہ صرف پیش کیابلکہ ان کو حل کرنے کی تدابیر بھی پیش کئے ہیں۔

کتابیات

ا ۔ ؛بگولے (افسانوی مجموعہ) احمد ندیم قاسمی آغاز نظم مکتبہ اردو لاہور ۔۱۴۹۱

۲ ۔ احمد ندیم قاسمی ،اردو افسانے کے مسائل ۔نقوش لاہور شمارہ ص ۔۰۱۱

۳ ۔ ؛اردو ادب میں بیسویں صدی کا افسانوی ادب ۔قمررئیس ۔ص ۸۶۴۔

۴ ۔ ؛نیا افسانہ ۔سید وقار عظیم ،ص۔۹۱

۵ ۔ ؛ دیہات کے افسانے ۔ منشی پریم چند۔ص ۷۷۔

۶ ۔ ؛ دیہات کے افسانے ۔ منشی پریم چندص ۔۴۲

۷ ۔ ؛ پریم چند ایک نقیب ۔ ڈاکٹر صغیر افراہیم ۔ص ۲۵

۸ ۔ دیہات کے افسانے ۔ منشی پریم چندص ۔۱۶۱

۹ ۔؛پریم چند کے نمائندہ افسانے ۔مرتبہ ڈاکٹر قمر رئیس ۔ص۔۱۱

۰۱ ۔ ؛ اردو ادب میں بیسویں صدی کا افسانوی ادب ۔قمررئیس ۔ص۔۵۳

۱۱ ۔ ؛ اردو افسانہ ترقی پسند تحریک سے قبل۔پروفیسر صغیر افراہیم ۔ص ۲۹۔

۲۱ ۔ ؛ اردو افسانہ ترقی پسند تحریک سے قبل۔پروفیسر صغیر افراہیم ۔ص ۴۸۔

۳۱ ۔ ؛اردو افسانہ میں حقیقت نگاری۔ڈاکٹر رونق جہاں بیگم ۔ص۔۶۰۱

۴۱ ۔ ؛اردو افسانہ ترقی پسند تحریک سے قبل ۔ پروفیسر صغیر فراہیم ۔ص۔۴۹